

سوال

عورت کو حیض آنے کے نتیجہ میں کیا احکام مرتب ہوتے ہیں؟

پسنیدہ جواب

الحمد لله.

حیض کے احکام بیس سے بھی زیادہ ہیں، ان میں سے اہم احکام یہ ہیں:

اول: نماز:

حائضہ عورت کے لیے نفلی یا فرضی نماز کی ادائیگی حرام ہے، اور اگر وہ ادا بھی کرے تو صحیح نہیں ہوگی، اسی طرح نماز اس پر فرض نہیں، لیکن اگر وہ نماز کے وقت میں سے ایک رکعت کی ادائیگی کی مقدار پالے تو اس وقت اس پر نماز فرض ہوگی، چاہے اس نے اول وقت یا لیا ہو یا آخر وقت.

اول وقت کی مثال:

ایک عورت کو غروب شمس کے ایک رکعت کی مقدار کے بعد حیض آیا تو اس پر مغرب کی نماز فرض ہوگی، اور بعد میں وہ اس کی قضاء کرے گی کیونکہ اس نے نماز کے وقت میں سے حیض آنے سے قبل ایک رکعت کی مقدار پالی تھی.

آخری وقت کی مثال:

ایک عورت طلوع شمس سے ایک رکعت کی مقدار قبل طہر آیا اور وہ پاک صاف ہو گی تو اس پر نماز فجر واجب ہوگی اور وہ غسل کر کے اس نماز کو ادا کرے گی کیونکہ اس نے فجر کی نماز سے ایک رکعت کا وقت پا لیا تھا.

لیکن اگر حائضہ عورت کو اتنا وقت ملے جس میں ایک رکعت کی ادائیگی نہیں ہو سکتی، مثلاً پہلی مثال میں اسے غروب آفتاب کے ایک لحظہ بعد حیض آئے، اور دوسری مثال میں طلوع شمس سے ایک لحظہ قبل طہر آئے تو اس پر نماز واجب نہیں.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی "

متفق علیہ.

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ: جس نے ایک رکعت نہ پائی اس نے نماز کو نہیں پایا.

رہا مثلاً ذکر و انکار اور تسبیحات اور کھانے وغیرہ کی دعائیں پڑھنا، اور حدیث اور فقہ، اور دعا کرنا اور آمین کہنا، قرآن مجید کی تلاوت سننا، یہ سب کچھ حائضہ عورت کے لیے حرام نہیں.

صحیحین اور دوسری احادیث کی کتابوں میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں ٹیک لگا قرآن مجید کیا کرتے تھے، اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حالت حیض میں ہوتی تھیں.

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" نوجوان بالغ اور کنواری اور حیض والی عورتیں بھی نکلیں - یعنی نماز عیدین کے لیے - اور انہیں خیر اور مؤمنوں کی دعاء میں شریک ہونا چاہیے، اور وہ نماز والی جگہ سے علیحدہ رہیں "

اور حائضہ عورت کا خود قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے متعلق یہ ہے کہ اگر تو صرف آنکھ سے دیکھ کر اور دل کے ساتھ تدبر کرتے ہوئے لیکن زبان سے ادائیگی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً قرآن مجید کسی رحل پر رکھ کر اسے دیکھ اور دل میں پڑھے، تو " شرح المہذب " میں امام نووی کہتے ہیں کہ بلا خلاف یہ جائز ہے.

لیکن اگر زبان سے ادائیگی کے ساتھ قرأت کرنا جمہور علماء کرام کے ہاں ممنوع اور ناجائز ہے.

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر کہتے ہیں کہ: یہ جائز ہے، اور امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ سے قدیم قول بیان کیا جاتا ہے جو فتح الباری میں بیان ہوا ہے، اور امام بخاری نے ابراہیم النخعی سے تعلیقا بیان کیا ہے کہ: آیت کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ " الفتاوی " میں کہتے ہیں:

قرآن و سنت میں اسے منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں، اور یہ حدیث:

" حائضہ اور جنبی قرآن نہ پڑھیں " محدثین کے ہاں بالاتفاق ضعیف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں

عورتوں کو حیض آیا کرتا تھا، اگر نماز کی طرح قرأت بھی ان کے لیے حرام ہوتی ہو تو اسے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے بیان کر دیتے، اور امہات المؤمنین کو اس کا علم ہوتا، اور لوگوں میں اسے نقل کیا جاتا۔

اس لیے جب کسی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی نقل نہیں کی تو یہ علم ہوتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا اسے حرام کرنا جائز نہیں، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کی کثرت کے باوجود منع نہیں فرمایا تو یہ حرام نہیں۔ انتہی۔

اہل علم کے نزاع کا علم ہو جانے کے بعد یہ کہنا چاہیے کہ:

حائضہ عورت کے لیے اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ وہ قرآن مجید بغیر ضرورت زبان کے ساتھ نہ پڑھے، مثلاً اگر کوئی مدرسہ اور معلمہ ہے اور اسے تعلیم حاصل کرنے والوں کی پڑھانے کی ضرورت ہے، یا امتحانات ہوں اور معلمہ کو امتحان کی بنا پر پڑھنے کی ضرورت پیش آئے تو جائز ہے۔

دوسرا حکم: روزے:

حائضہ عورت کے لیے نفلی اور فرضی روزہ رکھنا حرام ہے، اور اگر رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں، لیکن فرضی روزہ کی قضاء میں حیض کے بعد روزے رکھنا ہونگے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" یہ - یعنی حیض - ہمیں بھی آیا کرتا تھا، تو ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا، اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا "

متفق علیہ۔

اور اگر روزے کی حالت میں حیض آ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائیگا، چاہے مغرب سے کچھ منٹ قبل ہی آئے، اور اگر یہ روزہ فرضی ہو تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضاء ہوگی۔

لیکن اگر مغرب سے قبل حیض آنا محسوس ہو لیکن آئے غروب شمس کے بعد تو اس کا روزہ مکمل ہے، اور صحیح قول کے مطابق اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، کیونکہ پیٹ کے اندر والے خون کا کوئی حکم نہیں، اور اس لیے بھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد کی طرح عورت کے احتلام کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اس پر بھی غسل ہے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

" جی ہاں، جب وہ عورت پانی دیکھے "

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو منی دیکھنے پر معلق کیا ہے، نہ کہ منتقل ہونے پر، تو حیض بھی اسی طرح ہے، اس کے احکام حیض دیکھنے پر لاگو ہونگے نہ کہ منتقل ہونے پر۔

اور اگر حالت حیض میں طلوع فجر ہو جائے تو اس دن کا روزہ صحیح نہیں ہوگا چاہے، چاہے طلوع فجر کے ایک منٹ بعد ہی طہر آئے۔

اور اگر طلوع فجر سے قبل طہر آ جائے اور اس نے روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ صحیح ہے، چاہے ابھی اس نے غسل فجر کے بعد ہی کیا ہو، اس جنبی شخص کی طرح جس نے روزے کی نیت جنبی حالت میں ہی کی اور غسل طلوع فجر کے بعد کر لیا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماع کی بنا پر جنبی حالت میں صبح کرتے اور پھر رمضان کا روزے رکھتے تھے "

متفق علیہ۔

تیسرا حکم:

بیت اللہ کا طواف کرنا:

حیض والی عورت کے لیے بیت اللہ کا نفل یا فرضی طواف کرنا حرام ہے اور اگر کرے گی تو اس کا یہ طواف صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض آنے کی صورت میں فرمایا تھا:

" جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی وہی عمل کرو، لیکن پاک صاف ہونے سے قبل بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا "

اور اس کے علاوہ باقی اعمال مثلاً صفا مروہ کی سعی، وقوف عرفات، مزدلفہ اور منی میں رات بسر کرنا، جمرات کو کنکریاں مارنا وغیرہ حج اور عمرہ کے دوسرے اعمال اس پر حرام نہیں ہیں۔

اس بنا پر اگر کسی عورت نے پاکی کی حالت میں طواف کیا اور پھر طواف کے فوراً بعد حیض شروع ہو گیا، یا پھر سعی کے دوران حیض آ گیا تو اسمیں کوئی حرج نہیں۔

چوتھا حکم:

طواف وداع کا ساقط ہونا:

اگر عورت نے حج اور عمرہ کے سارے اعمال مکمل کر لیے ہوں، اور پھر اپنے ملک جانے سے قبل اسے حیض آجائے اور جانے تک حیض ختم نہ ہو تو وہ طواف وداع کے بغیر ہی چلی جائے۔

اس کی دلیل ابن عباس کی درج ذیل حدیث ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ:

"ان کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو"

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کر دی "

متفق علیہ۔

لیکن حج اور عمرہ کا طواف حائضہ عورت سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ طہر آنے کے بعد اسے طواف کرنا ہوگا۔

پانچواں حکم:

مسجد میں ٹھرنا:

حائضہ عورت کے لیے مسجد میں حتیٰ کہ عیدگاہ میں نماز والی جگہ پر ٹھرنا حرام ہے، کیونکہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"نوجوان اور بالغ اور کنواری اور حیض والی عورتیں بھی عیدگاہ جائیں"

اور اس حدیث میں ہے:

"حائضہ عورتیں نماز والی جگہ سے علیحدہ اور دور رہیں"

متفق علیہ۔

چھٹا حکم:

جماع:

حائضہ عورت کے خاوند پر حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنا حرام ہے اور حائضہ عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ خاوند کو ایسا کرنے دے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور یہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجئے یہ گندگی ہے اس لیے حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ اور دور رہو، اور ان کے پاک صاف ہونے سے قبل ان کے قریب نہ جاؤ۔

المحیض سے مراد وقت کا وقت اور جگہ یعنی شرمگاہ ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرو"

صحیح مسلم۔

اور اس لیے بھی کہ حائضہ عورت سے فرج میں جماع کرنے کی حرمت پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔

جس شخص کی شہوت زیادہ ہو اس کے لیے بیوی کے ساتھ بوس و کنار اور معانقہ اور مباشرت کرنا جائز ہے، لیکن یہ سب کچھ شرمگاہ سے اوپر والے حصہ میں ہوگا، اور بہتر یہی ہے کہ وہ گھٹنے سے لیکر ناف تک کوئی کپڑا وغیرہ باندھ لے تا کہ حرام کام سے اجتناب ہو۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

میں حیض کی حالت میں ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تہہ بند باندھنے کا حکم دیتے تو میرے ساتھ آپ مباشرت کرتے "

متفق علیہ۔

ساتواں حکم:

طلاق:

خاوند کے لیے بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینی حرام ہے۔

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کی ابتدا میں طلاق دو .

یعنی ایسی حالت میں طلاق دو کہ طلاق کی عدت معلوم ہو سکے، اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب انہیں حمل یا طہر جس میں جماع نہ کیا ہو طلاق دی جائے، کیونکہ جب حالت حیض میں طلاق دی جائیگی تو اس کی عدت کی ابتدا نہیں ہوئی، اس لیے کہ جس حیض میں اسے طلاق ہوئی ہے وہ عدت میں شمار نہیں ہوگا، اور جب طہر میں جماع کے بعد طلاق دی جائے گی تو بھی اس کی معلوم عدت شروع نہیں ہوگی، کیونکہ یہ علم نہیں کہ آیا اس جماع سے حمل ہوا ہے تا کہ اس کی عدت حمل شمار ہو، یا حمل نہیں ہوا کہ اس کی عدت حیض شمار ہو.

اس لیے جب عدت کی قسم کا یقین نہیں ہوا تو اس کے لیے واضح ہونے سے قبل طلاق دینی حرام ہے.

چنانچہ مندرجہ بالا آیت کی بنا پر حائضہ عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے، اور اس لیے بھی کہ صحیحین وغیرہ میں حدیث مروی ہے کہ:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے اور فرمانے لگے:

" اسے کہو کہ وہ بیوی سے رجوع کر لے، اور اسے طہر تک روک کر رکھے، اور پھر حیض آئے پھر پاک صاف ہو، پھر اگر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اسے جماع سے قبل طلاق دے، یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہے عورتوں کو اس میں طلاق دی جائے "

اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے گا تو وہ گنہگار ہے، اسے اس عمل سے توبہ کرنی چاہیے، اور وہ اسے اپنی عصمت میں واپس لائے تا کہ اسے شرعی اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق طلاق دے، اس لیے اس سے رجوع کے بعد اپنے پاس رکھے حتیٰ کہ وہ اس حیض سے پاک ہو جائے جس میں طلاق دی تھی، پھر دوبارہ حیض آئے تو طہر آئے کے بعد چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے جماع کرنے سے قبل طلاق دے، حیض میں دی گئی طلاق شمار ہوگی.

حیض میں طلاق کی حرمت سے تین قسم کے مسائل مستثنیٰ ہیں:

اول:

اگر طلاق بیوی سے خلوت سے قبل اور اس سے جماع کرنے سے قبل دی جائے تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس پر اس حالت میں عدت نہیں ہے، تو اس طرح اسے طلاق دینا اللہ تعالیٰ کے فرمان:

تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو .

کے مخالف نہیں۔

دوم:

اگر حمل کی حالت میں حیض ہو۔

سوم:

اگر طلاق عوض ہو، تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اور حالت حیض میں نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اصل میں حلت ہے، اور اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں، لیکن حالت حیض میں عورت کی رخصتی کے متعلق یہ دیکھا جائیگا کہ اگر تو مرد کے متعلق یہ علم ہو کہ وہ اس سے جماع نہیں کرے گا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر وہ صبر نہیں کر سکتا تو اس کی رخصتی طہر کے بعد کرنی چاہیے تا کہ کہیں ممنوع اور حرام کا ارتکاب نہ ہو۔

آٹھواں حکم:

طلاق کی معتبر عدت - یعنی حیض میں -

اگر مرد اپنی بیوی کو جماع یا خلوت کے بعد طلاق دے تو اگر اسے حیض آتا ہو اور حاملہ نہ ہو تو عورت کے لیے مکمل تین حیض عدت گزارنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں .

یعنی تین حیض۔

اور اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے، چاہے حمل کی عدت زیادہ ہو یا کم، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔

اور اگر عورت کو بڑھاپے یا رحم کے آپریشن کی بنا پر حیض نہ آتا ہو یا پھر وہ عورت جسے حیض آنے کی امید ہی نہ رہی ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں، اگر تم شبہ میں پڑ جاؤ، اور وہ جنہیں حیض نہیں آیا ان کی

عدت تین ماہ ہے .

اور اگر وہ عورتیں حیض والیاں تو ہیں لیکن کسی معلوم سبب مثلاً بیماری، یا رضاعت وغیرہ کی بنا پر ان کا حیض بند ہے تو وہ عدت میں ہی رہے گی حتیٰ کہ حیض آ جائے، چاہے یہ مدت کتنی بھی لمبی کیوں نہ ہو جائے، اور اگر سبب ختم ہو جائے اور پھر بھی حیض نہ آئے مثلاً وہ بیماری سے شفایاب ہو جائے یا پھر رضاعت ختم ہو جائے لیکن حیض نہ آئے تو وہ سبب ختم ہونے کے بعد ایک برس عدت گزارے گی، صحیح یہی قول یہی ہے جو شرعی قواعد و اصول پر منطبق ہوتا ہے۔

کیونکہ جب سبب زائل ہو جائے اور حیض نہ آئے تو وہ اس کی طرح ہو گی جس کا حیض کسی غیر معلوم سبب کی بنا پر رک گیا ہو، اور جب کسی غیر معلوم سبب کی بنا پر حیض رک جائے تو وہ عورت ایک سال عدت گزارے گی نو ماہ تو حمل اور تین ماہ عدت کے۔

لیکن اگر طلاق عقد نکاح اور دخول اور خلوت سے قبل ہوئی ہو تو پھر مطلقاً عدت نہیں ہے، نہ تو حیض کی اور نہ ہی کوئی اور کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں چھونے سے قبل ہی طلاق دے دو تو پھر تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جو شمار کرو .

نواں حکم:

برات رحم:

یعنی رحم سے خالی اور بری ہونا، یہ اس وقت ہو گا جب بھی برات رحم کی ضرورت پیش آئے، اس کے کئی ایک مسائل ہیں:

جب کوئی شخص فوت ہو اور اپنے پیچھے ایسی عورت چھوڑے جس کا حمل اس کا وارث ہو (یعنی موت کے وقت حمل واضح نہ تھا اور عدت گزرنے تک واضح نہ ہوا اور نہ ہی حیض آیا) اور وہ عورت خاوند والی ہو (یعنی اس نے خاوند فوت ہونے کے بعد اور شادی کر لی) تو اس کے خاوند اس عورت سے اس وقت تک تعلقات قائم کرنے اور ہم بستری کرنی جائز نہیں حتیٰ کہ حیض نہ آ جائے، یا پھر حمل واضح نہ ہو جائے، اگر تو اس کا حمل واضح ہو جائے تو ہم اس کے وارث ہونے کا حکم لگائیں گے، کہ جس کا وارث بنا جا رہا ہے اس کی موت کے وقت یہ حمل موجود تھا، اور اگر حیض آ جائے تو ہم اس کے وارث نہ بننے کا حکم لگائیں گے، کہ حیض کی بنا پر برات رحم ہوا ہے۔

دسواں حکم:

غسل واجب ہونا:

حائضہ عورت جب حیض سے پاک صاف ہو ہو اور اسے طہر آ جائے تو اسے سارے بدن کی طہارت کے لیے غسل کرنا فرض ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا تھا:

" لہذا جب تمہیں حیض آئے تو نماز ترک کر دو، اور جب حیض ختم ہو جائے تو پھر غسل کر کے نماز ادا کرو "

صحیح بخاری.

غسل میں کم از کم واجب یہ ہے کہ سارے جسم پر پانی بہایا جائے حتیٰ کہ بالوں کے نیچے تک پہنچے، اور افضل یہ ہے کہ غسل حدیث میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق کیا جائے.

اسماء بنت شکل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے غسل کے متعلق دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم میں سے کوئی ایک عورت اپنی بیری اور پانی لیکر اچھی طرح وضوء کرے اور پھر اپنے سر پر پانی بہائے اور اچھی طرح ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی بہائے، اور پھر خوشبو میں لتھڑی ہوئی روئی یا کپڑا لیکر اس سے پاکی اور طہارت حاصل کرے.

اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: اس سے کیسے طہارت حاصل کرے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ!

تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسماء کو کہا: تم خون والی جگہ پر رکھو "

صحیح مسلم.

حائضہ عورت کے لیے اپنے بالوں کی میڈیاں کھولنا ضروری نہیں، لیکن اگر پوری قوت سے بنائی گئی ہوں اور خدشہ ہو کہ پانی جڑوں تک نہیں پہنچے گا تو پھر کھول لے.

صحیح مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

" میرے سال کے بال بہت زیادہ شدید ہیں کیا میں غسل جنابت کے لیے بال کھولا کروں ؟

اور ایک روایت میں ہے کہ:

کیا حیض اور غسل جنابت کے لیے کھولا کروں؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں، بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لو اور پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ تو اس طرح تم پاک ہو جاؤ گی "

اور جب عورت نماز کے وقت کے دوران پاک ہو جائے اور اسے طہر آئے تو اسے غسل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے تا کہ نماز بروقت ادا کر سکے، اور اگر وہ سفر میں ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو، یا پانی تو ہو لیکن اس کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو، یا وہ مریض ہو اور پانی نقصان دیتا ہو تو وہ غسل کے بدلے تیمم کر کے نماز ادا کر لے، اور جب مانع زائل ہو تو غسل کرے۔

کیونکہ بعض عورتیں نماز کے وقت کے دوران ہی پاک ہو جاتی ہیں، اور انہیں طہر آ جاتا ہے لیکن وہ غسل کرنے میں دیر کرتی ہیں حتی کہ دوسری نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور وہ کہتی ہے کہ اتنے وقت میں اچھی طرح اور مکمل صفائی اور طہارت نہیں ہو سکتی۔

لیکن اس کی یہ بات حجت نہیں، اور نہ ہی عذر شمار ہوتا ہے، کیونکہ اس کے ممکن ہے کہ وہ غسل میں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف واجب پر عمل کرے، اور نماز بروقت ادا کر لے، پھر اگر اسے زیادہ وقت ملے تو اچھی طرح طہارت اور غسل کرتی پھرے " انتہی۔

عورت کو حیض آنے کی صورت میں مرتب ہونے والے یہ چند ایک اہم احکام تھے جو ہم نے مندرجہ بالا سطور میں بیان کیے ہیں۔

ماخوذ از: رسالة في الدماء الطبيعية للنساء. تالیف شیخ ابن عثیمین

والله اعلم .